سیدنا عمرؓ کا قبولیت اسلام : مشہور روایت کا تحقیقی مطالعہ

Sayyidinā 'Umar's (RA) Conversion to Islam: A Critical Investigation of the Famous Report

ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف*

Abstract

A famous version of Sayyidinā 'Umar's (RA) conversion to Islam has been recounted by Ibn Isḥāq in his sīrah and some sources of ḥadīth according to which 'Umar (RA), initially very hostile to Islam and its Prophet, one day left his house with the intention to execute the Prpohet (SAW). A passer by on the way stopped him and informed him that his sister and her husband had become Muslims and advised him to put his own house in order before undertaking any evil plan against the Prophet. The present paper critically investigates this report and presents an alternative opinion in view of other reports.

سیدنا عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ بعثت نبوی سے کچھ عرصہ بعد:

> "بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ اٰلِهَتِهِمْ إِذْ جَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهٖ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخاً قَطُّ أَشَدَّ صَوْتاً مِّنْهُ 'يَقُوْلُ: يَا جَلِيْحُ أَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَّقُوْلُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ 'قُلْتُ: لاَ أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَآءَ هٰذَا ' ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحُ أَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللهُ 'فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ"[1]

> " میں ایک صنم کدہ میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اسے ذبح کیا اور اس کے ذبح ہوتے ہی ایک چیخنے والے کی آواز آئی: اے جلیح! ایک فصیح البیان شخص کہتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ! یہ آواز سن کر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن میں وہیں کھڑا رہا تاکہ دیکھوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے' لیکن پھر وہی آواز آئی: اے جلیح! ایک فصیح البیان شخص کہتا ہے: لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ! اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد یہ مشہور ہوا کہ سیدنا محمد مصطفی ﷺ نبی ہیں"

اس غائبانہ آواز نے سیدنا عمرؓ کے دل ودماغ پر کیا اثر چھوڑا؟ یہ روایت اس سے خاموش ہے۔ اس سلسلے میں ایک دوسری روایت بھی خود سیدنا عمرؓ سے مروی ہے جو اگرچہ ایک تابعی کے زبانی مروی ہے لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ فرماتے ہیں:

> "میں ایک شب رسول اللہ ﷺ کو چھیڑنے نکلا۔ آپ بڑھ کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور نماز شروع کر دی۔ جس میں آپ نے سورۃ الحاقۃ تلاوت فرمائی۔ میں کھڑا سنتا

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

رہا اور قرآن مجید کے نظم و اسلوب میں محو حیرت تھا۔ دل میں کہا جیسا قریش کہا کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ شاعر ہے۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ نے آیت پڑھی:

"اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ "[2]

" یہ ایک باعزت رسول کا لایا ہوا کلام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں، تم بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔"

میں نے کہا یہ تو کاہن ہے میرے دل کی بات جان گیا ہے۔ اس کے بعد ہی یہ آیت پڑھی:

"وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ" [3]

" اور یہ کسی کاہن کا [بھی] کلام نہیں۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ یہ خداوندِ عالم کی طرف سے اُتارا ہوا ہے"

" آپ ﷺ نے یہ سورۃ آخر تک تلاوت فرمائی اور اس کو سن کر اسلام نے میرے دل میں پوری طرح گھر کر لیا"[4]

اس سلسلے میں ایک مشہور واقعہ جس کو عام طور پر ارباب سیر لکھتے ہیں یہ ہے کہ:

"جب سیدنا عمرؓ اپنی انتہائی سختیوں کے باوجود ایک شخص کو بھی اسلام سے بد دل نہ کر سکے تو آخر کار مجبور ہو کر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خود رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا اور تلوار گھر سے لگا کر سیدھے رسول اللہ کی طرف چلے۔ راہ میں اتفاقاً نُعَیم بن عبد اللہؓ مل گئے ان کے تیور دیکھ کر پوچھا: خیر تو ہے؟ بولے: محمد ﷺ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں، انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو خود تمہاری بہن (فاطمہ رضی اللہ عنہا) اور بہنوئی (سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ) اسلام لا چکے ہیں۔ فوراً پلٹے اور بہن کے یہاں پہنچے وہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ اُن کی آہٹ پا کر چھپ ہو گئیں اور قرآن مجید کے اجزاء چھپا لیے لیکن آواز ان کے کانوں میں پڑھ چکی تھی۔ بہن سے پوچھا: یہ کیسی آواز تھی؟ بولیں: کچھ نہیں! انہوں نے کہا میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہو گئے اور جب ان کی بہن بچانے کو آئیں تو اُن کی بھی خبر لی، یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہو گیا لیکن اسلام کی محبت ان کے دل سے نہ نکل سکی۔ بولیں: عمر! جو بن آئے کر لو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔ ان الفاظ نے ان کے دل پر خاصا اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا، ان کے جسم سے خون جاری تھا، اسے دیکھ کر اور بھی رقت طاری ہوئی۔ فرمایا: تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سنا دو۔ بہن

نے کہا: پہلے نہالو پھر انہوں نے قرآن مجید کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیے۔ اٹھا کر دیکھا تو سورۃ طٰہٰ تھی جب " اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ "[5]
"بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام کرو۔ " پر پہنچے تو بے اختیار لا الٰہ الا اللہ پکار اُٹھے اور در اقدس پر حاضری کی درخواست کی "[6]

یہ روایت دو طریقوں سے مروی ہے:

قاسم بن عثمان بصری از سیدنا انس بن مالکؓ [7]

اس کے راوی عثمان بن قاسم بصری کے بارے میں امام دار قطنی نے لکھا ہے:

"القاسم بن عثمان لیس بالقوی "[8]

"اس کا ایک راوی قاسم بن عثمان بصری قوی نہیں"

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"حدث بقصة إسلام عمر وهي منكرة جدًّا "[9]

"قاسم بن عثمان بصریؒ نے سیدنا عمرؓ کے اسلام کا جو قصہ نقل کیا ہے وہ نہایت ہی منکر ہے"

حافظ ذہبی نے امام حاکم کی روایت کے بارے میں لکھا ہے:

"وهو واهٍ منقطع " [10]

"یہ روایت واہی [کمزور] اور منقطع ہے"

عقلی لحاظ سے بھی یہ واقعہ بالکل غلط ہے اور صرف سیدنا عمرؓ کو خونی، ظالم اور یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے کو ثابت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اس کے غلط ہونے کے شواہد یہ ہیں:

1. اس روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمرؓ اپنی بہن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے بہنوئی سیدنا سعید بن زید بن نفیلؓ کے اسلام لانے سے نا آشنا تھے اور آپ کو سیدنا نعیم بن عبد اللہؓ کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں حالانکہ یہ بات صحیح روایات کے خلاف ہے، چنانچہ سیدنا سعید بن زیدؓ کی اپنی زبان سے یہ بات منقول ہے:

"واللّٰہ لقد رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الإسلام قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ "[11]

" اللہ کی قسم! میں نے اپنے کو اس حال میں دیکھا کہ عمرؓ اپنے اسلام لانے سے قبل مجھے باندھ دیا کرتے تھے"

اس صحیح روایت سے غیر مبہم طور پر عیاں ہے کہ وہ اپنے بہنوئی کو اس کے اسلام لانے کے بعد باندھ کر زمین پر ڈال دیا کرتے تھے تا کہ وہ کہیں اور نہ جا سکیں اور کسی دوسرے قریشی کو ایمان کی ترغیب نہ کر سکیں اس لیے وہ انہیں باندھ کر گھر میں بٹھائے رکھتے۔

2. اس وقت رسول اللہ ﷺ نے خود بھی تاکید تھی کہ اہل ایمان اپنے ایمان مخفی رکھیں چنانچہ جب سیدنا ابو ذر غفاریؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی تاکید فرمائی تھی اور نبی اکرم ﷺ خود بھی چھپ کر دار ارقم میں رب واحد کی عبادت کرتے تھے۔ جب حالات یہ تھے تو سیدنا نعیم بن عبد اللہؓ نے سیدہ فاطمہ اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے کے راز کو کیوں فاش کر دیا؟ یہ تو انہوں نے ان دونوں سے معاذ اللہ اپنی کسی دشمنی کا بدلہ لیا ہو گا۔ یہ بات خلاف عقل ہے۔

3. سیدنا سعید بن زیدؓ کے والد زید جو سیدنا عمرؓ کے حقیقی چچا تھے 'بعثت نبوی سے قبل بھی بت پرستی کے سخت مخالف اور توحید خالص کے پرچارک تھے۔ سیدنا زیدؓ کو ان کے اس نعرۂ توحید پر قریش مکہ نے تکالیف بھی دیں۔ انہی سیدنا زیدؓ کے فرزند ارجمند سیدنا سعیدؓ اعلان نبوت کے چند روز بعد ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ اتنی جلدی مشرف باسلام ہونے میں ان کی گھریلو زندگی کے بھی اثرات تھے 'لہٰذا یہ کہنا کہ سیدنا عمرؓ کو اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام لانے کا علم نہیں تھا بعید از عقل اور واقعات کے صریحاً خلاف ہے۔ ان شواہد سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات سیدنا عمرؓ کے دشمنوں نے انہیں سفاک 'ظالم اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنانے والا ظاہر کرنے کے لیے گھڑے ہیں وگرنہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔

مولانا شبلی نعمانی نے بھی اس واقعے کو مفصل نقل کیا ہے اور سورۃ طہ کی بجائے سورۃ الحدید کی آیات کا تذکرہ کیا ہے۔[12]

اس کے جواب میں علامہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ:

"اس میں شک نہیں کہ بزار 'طبرانی' بیہقی اور ابو نعیم میں یہ روایت بھی ہے لیکن حد درجہ کمزور ہے 'علاوہ ازیں سیدنا عمرؓ کا اسلام مکہ کا واقعہ ہے اور سورۃ الحدید مدنی ہے 'اس کو سیدنا عمر کیوں کر پڑھ سکتے تھے"[13]

اُس زبان زدِ عوام روایت کی حقیقت آپ پر ظاہر ہو گئی جو سیدنا عمرؓ کے اسلام کے بارے میں مشہور کی گئی ہے۔ اندریں حالات اس مکذوبہ روایت کو بیان کرنا جائز نہیں۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گفتم
تو خواہ ازیں سخنم پند گیری خواہ ملال

حواشی وحوالہ جات

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار[۶۳] باب اسلام عمر بن الخطاب ص[۳۴] حدیث:۳۸۶۶
[2] سورۃ الحاقۃ ۶۹:۴۰-۴۱
[3] سورۃ الحاقۃ ۶۹:۴۲-۴۳
[4] مسند احمد ۱:۱۷-۱۸، تفسیر ابن کثیر ۱۴:۱۲۲، بذیل تفسیر سورۃ الحاقۃ
[5] صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار[۶۳] باب اسلام سعید بن زید ص[۳۴] حدیث:۳۸۶۲
[6] الفاروق ۱:۷۶-۷۷
[7] سیرۃ النبیا ۳:۳۵۱
[8] سورۃ طہ ۱۴:۲۰
[9] طبقات ابن سعد ۳:۲۶۸، سنن دار قطنی:۱۰۴، کتاب الطہارۃ، باب فی نہی المحدث عن مس القرآن، المستدرک ۴:۵۹-۶۰، دلائل النبوۃ بیہقی ۲:۲۱۹-۲۲۰
[10] طبقات ابن سعد ۳:۲۶۸، سنن دار قطنی:۱۰۴
[11] سنن دار قطنی:۱۰۴
[12] میزان الاعتدال ۳:۵۷۳، ترجمہ:۶۸۲۵، لسان المیزان ۴:۴۶۳، ترجمہ:۱۴۳۴
[13] تلخیص المستدرک ۴:۶۰